

مرض الموت کے تصرفات و احکام

(مفتی نسیم احمد)

مرض الموت کی تعریف

ایسی بیماری کو کہا جاتا ہے جس میں انسان کی موت کا غالب گمان ہوتا ہے، اس بیماری کی حالت میں انسان اپنے مصالح اور ضروریات کی تکمیل کیلئے گھر سے نکلنے سے عاجز اور قاصر رہتا ہے، اور اگر عورت مرلیضہ ہو تو وہ اندرون خانہ اپنے فرائض کی ادائیگی سے قاصر ہوتی ہے اگر مرض کی حالت کیساں طور پر باقی رہے مہربن محتیا نہ ہو اور اسی حالت میں مکمل ایک سال گزر جائے تو ایسا مرلیض تندرست انسان کے حکم میں ہوگا اور اس کے تصرفات درست قرار پائیں گے، البتہ پھر جب اس کے مرض میں شدت آجائے اور اس کی حالت بدلنے لگے تو مرلیض کے حکم میں ہوگا۔

مرض الموت میں دو چیزوں کا پایا جانا ضروری ہے:

- (۱) عاۃً اس بیماری میں موت کا گمان غالب ہوتا ہے۔
- (۲) اس بیماری میں متصلاً موت پائی جائے چاہے موت کسی ظاہری سبب سے آئے یا کسی اور سبب سے۔

علامہ سنہوری نے مرض الموت کے تحقق کیلئے تین شرطیں ذکر کی ہیں:

- (۱) اس مرض میں مرلیض اپنے مصالح اور فرائض کی ادائیگی سے معذور ہو جائے۔
- (۲) اس مرض میں موت کا غالب اندیشہ ہو۔

(۳) وہ بیماری موت ہی کے ساتھ ختم ہو لیے

مرض الموت کے تصرفات^(۱) خرید و فروخت :

بنیادی طور پر مرض الموت میں خرید و فروخت کی حسب ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں :

(الف) مریض مقروض ہے یا نہیں ؟

(ب) خریدار اس کا وارث ہے یا نہیں ؟

(ج) سامان کو اس کی اصلی قیمت کے عوض فروخت کیا گیا یا کمی بیشی کے ساتھ۔

الف (۱)۔ خریدار اصلی ہو اور مریض مقروض نہ ہو اس کی بھی حسب ذیل صورتیں ہوں گی :

۱۔ مریض نے اصلی قیمت پر یا معمولی فرق کے ساتھ سامان فروخت کیا تو ایسی صورت میں معاملہ درست ہوگا، اس لیے کہ اس نے اپنے حق کا استعمال کیا ہے اور اس میں کسی کا بھی ضرر و نقصان نہیں ہے، الجملہ میں ہے :

”بإذ باع المريض في مرض موته شيئاً لاجنبي بشئ من الثلث صح بيعة“^۲
 ”اگر مریض نے مرض الموت میں کوئی چیز کسی اجنبی شخص کے ہاتھ اصلی قیمت پر فروخت کیا تو بیع کا معاملہ درست ہوگا“

۲۔ مریض نے سامان کو اصلی قیمت سے بہت کم قیمت پر فروخت کیا، اس کی بھی دو صورتیں ہوں گی :

الف۔ وہ قیمت مریض کے ایک تہائی ترکہ سے کم ہو، ایسی صورت میں اگر خریدار یہ ثابت کر دے کہ اس نے مریض کو سامان کی قیمت ادا کر دی تھی مگر مریض کی موت کے وقت سامان کی قیمت اصلی قیمت سے کم ہو مگر ایک تہائی کے اندر ہو تو یہ معاملہ درست اور نافذ قرار پائے گا، اور اس کے جواز کیلئے در ثر کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں ہوگی، اس لیے کہ ایک تہائی مال میں مرض الموت میں بھی مریض کو تصرف کرنے کا اختیار حاصل رہتا ہے۔

۱۔ تصرفات المريض مرض الموت / ۲۹۔ شرح الجبلۃ للمادۃ ۲۹۳ / ۲۲۱۔

المجلہ میں ہے :

” اذا باع المريض في مرض موته شيئاً من اجنبى بثمان المثل صح بيعة
وان باع بدون ثمن المثل وسلم المبيع كان بيعه بيع محاباة يعقبر
من ثلث ماله فان كان الثلث وانفياً بهاصح“ ۱۷

ب۔ وہ قیمت مریض کے ایک تہائی ترکہ سے زیادہ ہو تو ایسی صورت میں ایک تہائی ترکہ کی حد تک
تو معاملہ درست قرار پائے گا، البتہ ایک تہائی سے زیادہ والے حصہ میں اہل تبرع و رشتہ کی اجازت
ہی سے معاملہ درست قرار پائے گا اور یہ اجازت اسی وقت معتبر ہوگی جب کہ مورث کی
موت کے بعد دی گئی ہو، اس کی زندگی میں وراثت کی طرف سے دی جانے والی اجازت کا
اعتبار نہیں ہوگا، اگر تمام وارثین نے اجازت نہیں دی تو صرف اجازت دینے والے وراثت ہی
کے حق میں معاملہ درست ہوگا، وراثت کی طرف سے اجازت نہ ملنے کی صورت میں مشتری
کیلئے ثمن نش کی ادائے کی ضروری ہوگی، عدم ادائے کی صورت میں وراثت کو بیع کے
فسخ کرنے کا حق حاصل ہوگا ۱۸

۳۔ مریض نے مرض الموت میں غبن فاحش کے ساتھ سامان فروخت کیا مثلاً جس سامان کی قیمت
ایک ہزار روپے تھی اسے صرف پانچ سو روپے میں فروخت کر دیا تو ایسی صورت میں بھی
صرف ایک تہائی ترکہ کی حد تک معاملہ درست قرار پائے گا، مرشد الحیران میں ہے :
” مریض نے مرض الموت میں اجنبی شخص کے ہاتھ کسی سامان کو اصل قیمت سے کم پر غبن فاحش
کے ساتھ فروخت کر دیا تو یہ ”محاباة“ کی صورت ہوگی اور اس مریض کے ایک تہائی ترکہ کی حد
تک معاملہ درست قرار پائے گا پس اگر یہ معاملہ صرف ایک تہائی مال کی حد تک ہو تو
بیع جائز و لازم ہوگی اور ایک تہائی مال سے زیادتی کی صورت میں مشتری کو اختیار ہوگا
ایک ثلث سے زائد قیمت وراثت کے حوالہ کر دے یا معاملہ کو ختم کر دے“ ۱۹

۱۷ شرح المجلة، المادة (۳۹۳) / ۲۲۲ ۱۷ حوالہ بالا -

۱۸ مرشد الحیران، المادة / ۲۶۶ -

(الف) — مریض (مقروض) ہو اور اس نے کسی اجنبی کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کیا ہو اس کی بھی بنیادی طور پر دو صورتیں ہوں گی :

- (۱) دین اس کے سارے مال و جائداد کو محیط ہو یا محیط نہ ہو۔
 - (۲) خرید و فروخت کا معاملہ اصلی قیمت پر کیا گیا ہو یا غبن یسیر یا غبن فاحش کے ساتھ۔
- اگر مریض نے مرض الموت میں کسی اجنبی کے ہاتھ سامان اصلی قیمت پر فروخت کیا اور دین اس کے سارے مال پر حاوی نہ ہو تو ایسی صورت میں چونکہ صاحب دین کا کوئی نقصان نہیں ہے اس لیے یہ معاملہ درست قرار پائے گا؛ مجملہ میں ہے :

”اذا باع المريض في مرض موته شيئاً لاجنبي بثمان المثل صح بيعه“۔ لہ

اسی طرح غبن یسیر کی صورت میں بھی معاملہ درست قرار پائے گا، مرشد العیبران میں ہے :

”مرض الموت میں مریض کیلئے سامان کی فروختی اصلی قیمت یا غبن یسیر کے ساتھ جائز ہے اور عدم استغراق دین کی صورت میں غبن یسیر کو ”مجاہاة“ قرار نہیں دیا جائے گا۔ غبن فاحش کی صورت میں جب کہ مریض کا دین اس کے ترکہ کو محیط ہو تو ایسی صورت میں غرامہ (اصحاب دیون) کیلئے اس معاملہ کو فسخ کر دینے کا حق حاصل ہوگا، البتہ اگر خریدار قیمت میں اضافہ کر دے یا خود بائع غبن فاحش کو دہر کر دے تو بیع کا معاملہ درست قرار پائے گا، قادی خیر یہ میں ہے :

”اور اگر بائع کے ذمہ دین ہو جو اس کے ترکہ کو محیط ہو تو مجاہاة کی صورت جائز نہیں ہوگی

اور بیع درست قرار پائے گا چاہے یہ مجاہاة غبن یسیر کے ساتھ ہو یا غبن فاحش کے ذمہ

پس اس صورت میں خریدار یا تو اس کی قیمت پوری کی پوری ادا کرے یا معاملہ ختم

کر دے گا، اس لیے کہ دین کی ادائے کی تقسیم وراثت پر مقدم ہے“۔ لہ

(ب) — مرض الموت میں سامان فروخت کرنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ خریدار بائع کا وارث ہو، اور وارث سے مراد وہ شخص ہے جو مورث کی وفات کے وقت وارث ہو، اس کی تین صورتیں

ہوں گی :

- ۱۔ سامان کی فروختگی اصلی قیمت پر کی جائے۔
 - ۲۔ سامان کی فروختگی اصلی قیمت سے زائد پر کی جائے۔
 - ۳۔ سامان کی فروختگی اصلی قیمت سے بہت کم پر کی جائے۔
- ۲۔۱۔ پہلی اور دوسری صورت میں جبکہ سامان کی فروختگی اصلی قیمت یا اس سے زائد قیمت پر کی جائے حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ صورت دفعاً للہتہ جائز نہیں ہے مگر ائمہ احناف اس کے جواز کے قائل ہیں، فتویٰ امام ابوحنیفہ کے قول پر ہے، جملہ میں ہے :
- ”اگر مرض الموت میں کسی شخص نے اپنا مال اپنے کسی وارث کے ہاتھ فروخت کیا تو یہ معاملہ دیگر ورثہ کی اجازت پر موقوف ہوگا، اگر سارے ورثہ نے مرخص کی موت کے بعد اجازت دیدی تو بیع نافذ ہو جائے گی اور اگر ورثہ نے اجازت نہیں دی تو بیع نافذ نہیں ہوگی۔
مرشد الحیران میں ہے :
- ”مرض الموت میں مریض کے بیع کا نفاذ ورثہ کی اجازت پر موقوف ہوگا جبکہ بیع کا مٹا خود وارث کے ساتھ کیا جائے، اگر بیع سامان کی اصل قیمت پر کی جائے، پس اگر ورثہ نے اجازت دیدی تو بیع نافذ ہوگی ورنہ بیع باطل ہوگی“ ۱۷
- ۳۔ تیسری صورت میں جب کہ مرض الموت میں مریض اپنے کسی وارث کے ہاتھ سامان کو اصلی قیمت سے کم قیمت پر فروخت کرے تو یہ صورت ”محاباۃ“ قرار پائے گی، فقہ ہار کا اس کے عدم جواز پر اتفاق ہے، کیوں کہ یہ وارث کے حق میں ”وصیت“ قرار پائے گی، اور وارث کیلئے وصیت درست نہیں ہے البتہ اگر ورثہ اس بیع پر رضامند ہو جائیں تو یہ صورت درست قرار پائے گی، حنا بلہ کے نزدیک اس میں تین اقوال ہیں :
- ۱۔ محاباۃ کی مقدار میں بیع کا معاملہ باطل قرار پائے گا، باقی میں درست قرار پائے گا، اسے فقہ حنبلی کا مذہب صحیح قرار دیا گیا ہے۔

- ۲۔ سرے سے یہ معاملہ ہی باطل قرار پائے گا، تحریر میں اسی قول کو اختیار کیا گیا ہے۔
- ۳۔ خریدار کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو پورے سامان کی اصلی قیمت کا جو حصہ باقی رہ گیا ہے اسے ادا کر دے یا پھر معاملہ کو ختم کر دے۔

۲۔ اجارہ بنیادی طور پر اس میں تین مباحث ہیں :

- ۱۔ اجارہ میں وراثت جاری ہوگی یا نہیں ؟
- ۲۔ مرثیٰ کے اجارہ کی شرعی حیثیت کیا ہوگی ؟
- ۳۔ کیا موت سے اجارہ باطل ہو جاتا ہے، چاہے موجر کی موت ہو یا مستاجر کی ؟

۱۔ کسی معلوم منفعت کے مقابلہ میں کسی متعین عوض سے معاملہ کرنے کو شریعت اسلامی کی اصطلاح میں "اجارہ" کہا جاتا ہے، اجارہ میں ایک جانب سے منفعت ہوتی ہے جس کے عوض کسی بدل کا ہونا ضروری ہے، اب رہا یہ سوال کہ اجارہ میں شرعی اعتبار سے وراثت جاری ہوگی یا نہیں مثلاً ایک شخص نے اپنا مکان کسی شخص کو کرایہ پر دے رکھا تھا یا اس نے کسی کا مکان کرایہ پر لے رکھا تھا اسی دوران اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے ورثہ اس کا قائم مقام ہو کر اجارہ کے معاملہ کو مدت اجارہ تک برقرار رکھنے کے مجاز ہوں گے یا نہیں، اس سلسلہ میں بنیادی طور پر دو نقطہ ہائے نظر پائے جاتے ہیں :

(۱) پہلا نقطہ نظر حضرت امام ابوحنیفہ اور ان کے ہم مسلک فقہاء کی رائے یہ ہے کہ اجارہ "منافع" پر کیا جاتا ہے لہذا جب تک اجارہ محض منافع مجردہ پر رہے گا چاہے اجارہ کسی متعین مدت کیلئے ہو یا مدت کی تعیین کے بغیر ہو اس میں وراثت جاری نہیں ہوگی، البتہ اگر اجارہ کا تعلق کسی شئی کی ذات سے ہو جائے اور اجارہ کے نتیجے میں کرایہ دار کو اس شئی کی ذات پر حق تملک حاصل ہو جائے تو اس حق تملک میں وراثت جاری ہوگی، لہذا ضمنی نقطہ نظر سے کرایہ دار یا مالک میں سے کسی کے انتقال کی صورت میں عقد اجارہ ختم ہو جائے گا۔

(۲) دوسرا نقطہ نظر اس سلسلہ میں دوسرا نقطہ نظر جمہور علماء کا یہ ہے کہ اجارہ میں بھی وراثت جاری ہوگی،

ادفریقین میں سے کسی کے انتقال کی صورت میں عقد اجارہ ختم نہیں ہوگا بلکہ مرنے والے فریق کے ورثہ اپنے مورث کے قائم مقام قرار پائیں گے اور اجارہ کا سلسلہ باقی رہے گا، دکتور دہبتہ الزہلی نے اس کو جہور کا مسلک قرار دیا ہے، لے
شرح البہج میں ہے :

”ويعتبر الجمهور النافع، ومنها الاجارة۔ مما تورث“ لے
جہور علماء منافع (اسی کے قبیل سے اجارہ ہے) میں دراشت جاری ہونے کے قائل ہیں
۲۔ مریض کے اجارہ کی شرعی حیثیت :

اگر مریض نے اپنی ذات کو اجرت لے کر اجیر بنایا یا اپنی کوئی چیز کرایہ پر دی اور اجرت میں متعین کی گئی چیز ”اجرت مثل“ سے کم متعین کی گئی تو منصفیہ کے نزدیک اس کے تمام مال میں اس کا اعتبار کیا جائے گا، صرف تہائی ترکہ کی حد تک اسے محدود نہیں رکھا جائے گا، جامع الفصولین میں ہے :

”تبرع المريض بالمنافع يعتبر من كل ماله فلو اجر مريض بيته
بدون اجر المثل لا يعتبر من الثلث اذ لو اعارها جاز“ لے

منافع کے ذریعہ مریض کا تبرع اس کے سارے مال میں سے معتبر ہوگا پس اگر مریض نے اپنا گھر کسی شخص کو اجرت مثل سے کم اجرت پر دیدیا تو صرف ایک تہائی کی حد تک معتبر نہیں ہوگا اس لیے کہ اگر وہ اس مکان کو عاریت کے طور پر دیدیتا تو پورے مکان کا دینا درست قرار پاتا۔

علامہ ابن عابدین نے تحریر کیا ہے :

”اگر مریض نے اجرت مثل سے کم پر اپنا مکان کسی شخص کو کرایہ پر دیدیا تو فقہ ہار نے ذکر کیا ہے کہ عقد اجارہ اس کے پورے مال میں درست قرار پائے گا، صرف ایک تہائی ترکہ کی حد ہی میں معتبر نہیں ہوگا لے

ضعیفہ کے نزدیک مریض کے اجارہ اور استجارہ میں کوئی فرق نہیں ہے، شافعیہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں فرق کیا گیا ہے، اگر کسی مریض نے اجرت مثل سے کم اجرت پر اپنی ذات کو اجیر رکھا تو اس صورت میں اس کمی کو ثلث ترکہ میں محسوب نہیں کیا جائے گا، کیوں کہ اس صورت میں اجرت مثل یا اس سے زیادہ اجرت کے حصول سے امتناع پایا گیا، کسی کے حق کو ضائع کرنا نہیں پایا گیا، اس کے مال میں تو اس کے ورثہ کا حق ہے، مگر اس کی محنت و عمل میں نہیں، لیکن اگر مریض نے اپنی کسی چیز کو اجرت مثل سے کم پر کرایہ پر دیدیا تو یہ صرف ایک تنہائی ترکہ کی حد تک معتبر ہوگا، اس سے زیادہ میں اجارہ کا معاملہ درست نہیں ہوگا۔

امامیہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

۳۔ کیا موت سے اجارہ باطل ہو جائے گا؟

ضعیفہ کا مسلک یہ ہے کہ موت سے اجارہ ختم ہو جاتا ہے، لہذا اگر اجارہ یا مستاجر کی موت کی صورت میں اس میں وراثت جاری ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے، علامہ ابن عابدین نے تحریر کیا ہے:

”إن الاجارة تنفسخ بالموت فلا يتصور التعلق بعدة“

البتہ اگر اجارہ کو فسخ کرنے کی صورت میں فریقین میں سے کسی کو ضرر لاتی ہوتا ہو تو ایسے عذر کی وجہ سے اجارہ کو باقی رکھا جائے گا، اور کسی ایک فریق کی موت سے اجارہ فسخ نہیں ہوگا، مثلاً ایک شخص نے کرایہ پر زمین لی تاکہ اس میں کاشت کرے، جب غلہ تیار ہونے کا وقت آیا تو فریقین میں سے کسی کا انتقال ہو گیا تو ایسی صورت میں غلہ تیار ہونے کے وقت تک اجارہ کا معاملہ باقی رکھا جائے گا اور مرنے والے کے ورثہ اپنے مورث کے قائم مقام قرار پائیں گے۔

جمہور علماء کے نزدیک اجارہ ان اموال کے قبیل سے ہے جن میں وراثت جاری ہوتی ہے لہذا فریقین میں سے کسی کی موت کی صورت میں اجارہ فسخ نہیں ہوگا، بلکہ مرنے والے فریق کے ورثہ اپنے مورث کے قائم مقام قرار پائیں گے اور اجارہ کا معاملہ قائم رہے گا اور اس اجارہ کی منفعت وراثت

کو وراثت کے طور پر ملتی رہے گی، کرایہ دار کی وفات کی صورت میں مدت اجارہ کے اندر کرایہ پر ملی ہوئی چیز (شئی مستاجرہ) اس کے ورثہ کے قبضہ و تصرف میں رہے گی، تاکہ وہ اس سے منفعت حاصل کرے؛ امامیہ کا مسلک بھی یہی ہے کہ متعاقدین میں سے کسی کی موت سے اجارہ کا معاملہ ختم نہیں ہوگا بلکہ مرنے والے فریق کے ورثہ اس کے قائم مقام قرار پائیں گے، البتہ اس میں سارے فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر اجارہ کا معاملہ کسی جاندار مخلوق سے متعلق ہو تو اس کی موت سے اجارہ ختم ہو جائے گا، مثلاً اجرت پر دانی رکھی گئی، یا سواری یا بابررداری کیلئے جانور اجرت پر لیا گیا تو دانی اور جانور کی موت کی صورت میں چوں کہ محل منفعت ہی باقی نہیں رہتا ہے اس لیے اجارہ ختم ہو جائے گا۔

۳۔ نکاح

بنیادی طور پر حالت مرض میں نکاح کرنے کی صورت میں حسب ذیل مباحث زیر بحث آئیں گے:

- (۱) کیا مریض اور تندرست کے نکاح میں شرعی نقطہ نظر سے کوئی فرق ہوگا؟
 - (۲) مریض نے حالت مرض میں مہر مثل پر نکاح کیا۔
 - (۳) مریض نے حالت مرض میں مہر مثل یا اس سے زیادہ پر نکاح کیا۔
 - (۴) نکاح کے بعد دخول پایا گیا یا دخول نہیں پایا گیا۔
- _____ مرض الموت میں کیے گئے نکاح کا شرعی حکم۔

حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک مریض کیلئے بھی شرعاً نکاح کی اجازت ہے، ان حضرات کے نزدیک حالت مرض میں کیا جانے والا نکاح جائز و نافذ قرار پائے گا، ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ نکاح ایک شرعی اور معاشرتی ضرورت ہے اور انسان کی ضرورتِ اصلیہ میں داخل ہے بلکہ حالت مرض میں مریض نکاح کی ضرورت کا زیادہ شدت سے احساس کرتا ہے، کیوں کہ وہ اپنی ضروریات کی تکمیل کیلئے کسی سہارے کا محتاج ہوتا ہے اور بیوی سے بہتر اسے کوئی سہارا، مددگار اور نگہبان نہیں مل سکتا ہے لہذا حالت مرض میں کیا جانے والا نکاح شرعاً جائز و درست قرار پائے گا۔

ظاہر یہ، زید یہ اور امامیہ کا بھی یہی مسلک ہے، مالکیہ کے نزدیک مرض الموت میں کیا جانے والا نکاح جائز نہیں ہے، مدونہ میں حضرت امام مالک سے نقل کیا گیا ہے:

”اگر کسی شخص نے اپنی بیماری کی حالت میں کسی عورت سے نکاح کیا تو اس سلسلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت امام مالک نے اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ اس شخص کا نکاح باقی نہیں رکھا جائے گا اور اس عورت کو اس کی میراث نہیں ملے گی، صرف دخول کی صورت میں ایک تہائی ترکہ کی حد تک اس عورت کو مہر کی رقم دی جائے گی یہ

عسلاً مہ ابن قدامہ حنبلی نے مسلک جہور کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ”نکاح کا حکم صحت و مرض کی حالت میں یکساں ہے مہور کا مسلک یہ ہے کہ دونوں حالتوں میں کیا جانے والا نکاح جائز قرار پائے گا اور زوجین میں سے ہر ایک دوسرے کی میراث کے حقدار ہوں گے، حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی کی یہی رائے ہے، حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر نکاح کرتے وقت میاں بیوی میں سے کوئی ایک ایسی بیماری میں مبتلا ہو جس میں موت کا ظن غالب ہو تو ایسی صورت میں نکاح فاسد ہوگا اور ان دونوں میں میراث جاری نہیں ہوگی، البتہ دخول کی صورت میں عورت اس کے مال میں سے ایک تہائی کی حد تک مہر پانے کے حقدار ہوگی یہ

ابن ہبیرہ شافعی نے الافصاح میں تحریر کیا ہے:

”مرض الموت میں کیا جانے والا نکاح درست ہوگا یا نہیں؟ اس سلسلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، حضرت امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل کے نزدیک نکاح درست ہے، حضرت امام مالک کے نزدیک ایسی بیماری جس میں موت کا ظن غالب ہو نکاح کرنا جائز نہیں ہے، دخول پایا گیا یا نہیں ہر دو صورت میں اس نکاح کو فسخ کرنا ضروری ہوگا، اور یہ فسخ نکاح طلاق کے حکم میں ہوگا، اگر وہ شخص بیماری سے شفا یاب ہو گیا تو وہ نکاح صحیح قرار پائے گا یا اسے فسخ کرنا ضروری ہوگا، اس میں مالکیہ سے دو روایتیں ہیں یہ

۲۔ ۳۔ مرض الموت میں مہر مثل یا اس سے زیادہ مہر پر نکاح کیا گیا :
 پہلی صورت جبکہ مہر مثل پر نکاح کیا گیا تو اس مریض کے ورثہ یا کسی بھی شخص کو اس پر اعتراض
 یا نکیر کا حق حاصل نہیں ہوگا، اس لیے کہ مریض کی طرف سے ایسا تصرف پایا گیا جس کا وہ شرعاً مجاز ہے،
 ہر آدمی کو یہ حق ہے کہ اپنے ورثہ اور اصحاب دیون کو ضرر پہنچانے بغیر جیسے چاہے اپنے مال میں تصرف
 کرے۔

البتہ اگر مہر مثل سے زیادہ پر نکاح کیا گیا تو صنفیہ کے نزدیک نکاح جائز ہوگا اور مہر مثل سے
 زیادہ متعین کیا جانے والا مہر باطل قرار پائے گا، البتہ اگر اس کے ورثہ اس زیادتی کی اجازت دیدیں تو
 پھر وہ بھی درست قرار پائے گا۔

شافعیہ کا بھی یہی مسلک ہے، چنانچہ حضرت امام محمد بن ادریس شافعی نے ”الام“ میں
 تحریر فرمایا ہے :

”مریض کیلئے ان تمام عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے جن سے نکاح کو اللہ تبارک تعالیٰ
 نے حلال قرار دیا ہے، پس ان میں سے جس عورت کا بھی مہر مثل سے زیادہ رکھا
 تو زیادتی ”غایۃ“ کے حکم میں ہو کر باطل ہوگی، پھر اگر وہ اپنی مدت سے پہلے اس مرض
 سے معتیب ہو گیا تو اس کے لیے مہر مستحبی پورے مال میں سے واجب ہوگا اور اگر معتیبی
 سے قبل ہی مر گیا تو مہر مثل سے زیادہ مقرر کی گئی مقدار باطل ہوگی، نکاح درست رہے گا
 اور اسکی بیوی کو میراث ملے گی۔

حنا بلکہ کی بھی یہی رائے ہے۔

۴۔ مرض کے نکاح کی صورت میں جمہور علماء کے نزدیک زوجین کے مابین میراث کے جاری
 ہونے میں دخول اور عدم دخول سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، دخول سے پہلے شوہر کی وفات کی صورت
 میں بھی عورت میراث کی مقدار ہوگی، مالکیہ کے نزدیک مرض الموت میں نکاح باطل ہے، اس لیے
 عدم دخول کی صورت میں عورت میراث سے کلیتہً محروم قرار پائے گی البتہ دخول کی صورت میں ایک

تہائی ترکہ سے مہر پانے کی مقدار ہوگی۔

۴۔ خلع

ازدواجی زندگی کی دشواری اور مشکلات کو حل کرنے کا ایک ذریعہ خلع بھی ہے جس میں عورت اپنے مہر کے عوض شوہر سے چھٹکارا حاصل کرتی ہے، خلع جیسے ایک تندرست عورت کر سکتی ہے، اسی طرح حالت بیماری میں بھی عورت کو خلع کا حق حاصل ہوتا ہے، خلع چاہے مرض کی حالت میں کیا جائے یا صحت کی حالت میں ہر دو صورت میں درست قرار پائے گا۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے لکھا ہے:

”خلع حالت مرض میں درست ہے چاہے بیوی مرلیض ہو یا شوہر یا دونوں مرلیض ہوں

اس لیے کہ خلع بیع ہی کی طرح حالت مرض میں کیا جانے والا مالی معاملہ ہے اس کے جواز

میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

صنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک بھی حالت مرض میں خلع جائز ہے۔

مالکیہ کے نزدیک مرلیضہ کے لیے اپنے تمام مال کے عوض خلع جائز نہیں ہے، اور ایسی صورت

میں عورت اپنے شوہر کے ترکہ کی مقدار بھی نہیں ہوگی البتہ اپنے ترکہ یا اس سے کم مقدار مال کے عوض خلع

درست ہوگا مگر اس صورت میں بھی عورت اپنے شوہر کے ترکہ کی مقدار نہیں ہوگی۔

حالت مرض میں خلع کی حسب ذیل صورتیں ہوں گی:

(۱) مرلیضہ نے مہر مثل یا اس سے کم مال کے عوض خلع کیا۔

(۲) مرلیضہ نے مہر مثل سے زیادہ پر خلع کیا۔

(۳) خلع کی صورت میں عورت میراث کی مقدار ہوگی یا نہیں؟

۱۔ مہر مثل یا اس سے کم مقدار پر خلع کیا گیا:

اگر مرلیضہ نے اپنے مہر مثل کے عوض خلع کیا تو ایسی صورت میں صنفیہ کے نزدیک یہ دیکھا جاگا

کہ مرلیضہ کے ترکہ، بدل خلع اور ایک تہائی ترکہ میں سے کم مقدار کس کی ہے، ان تینوں میں سے جسکی مقدار

کم ہوگی اسی کا اعتبار کیا جائے گا اور وہی چیز عورت کے مال میں واجب ہوگی، فقہ حنفی کی معروف کتاب ”جامع الفصولین“ میں ہے :

”کسی مرلیضہ نے اپنے شوہر سے خلع کا معاملہ کیا اپنے مہر کے عوض میں پھر اس کی موت ہو گئی تو یہ دیکھا جائے گا کہ عورت کے متروکہ مال، بدل خلع اور ایک تہائی ترکہ میں سے کم مقدار کس کی بنتی ہے جس کی مقدار کم ہوگی وہی چیز واجب ہوگی،

اگر کسی تندرست عورت نے اپنے مرلیض شوہر سے خلع کا معاملہ کیا تو ایسی صورت میں خلع درست ہوگا، اور بدل خلع جو مقرر کیا گیا وہ واجب ہوگا چاہے اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ اور ایسی صورت میں ان دونوں کے مابین دراشت جاری نہیں ہوگی چاہے عورت کی عدت میں یا عدت گزرنے کے بعد شوہر کا انتقال ہوا ہو یا نہ

شافعیہ کے نزدیک مرلیضہ کا خلع جائز ہے چاہے بدل خلع مہر مثل کے بقدر متعین کرے یا اس سے کم، اور چاہے عورت مرلیضہ ہو اور شوہر تندرست، یا شوہر بھی مرلیض ہو بہر صورت میں خلع درست ہوگا۔

”کتاب الام“ میں ہے :

”وان حالته بمهر مثلها او اقل فالخلع جائز“ یہ

مناہجہ کے نزدیک مرلیضہ کا خلع اگر شوہر کو اس کی طرف سے ملنے والی میراث یا اس سے کم مقدار کے عوض ہو تو درست قرار پائے گا اور رقی رجوع حاصل نہیں ہوگا، ابن قدامہ حنبلی نے المغنی میں تحریر کیا ہے :

”فإنه إذا خالعت المریضۃ بسیراشہ منها فمادونہ صح ولا رجوع“ یہ

”پھر اگر مرلیضہ نے شوہر کو اس کی طرف سے ملنے والے ترکہ یا اس سے کم مقدار کے عوض

خلع کیا تو درست ہوگا اور رجوع کا حق حاصل نہیں ہوگا“

۲۔۔۔۔۔ مہر مثل سے زیادہ پر خلع کیا گیا :

اگر عورت نے حالت صحت میں اپنے مرلیض شوہر سے خلع کیا تو حنفیہ کے نزدیک خلع مقرر کیے گئے بدل خلع کے عوض درست قرار پائے گا چاہے بدل خلع زیادہ ہو یا کم، خلع کے بعد ان دونوں

میں وراثت جاری نہیں ہوگی چاہے شوہر کا وصال عورت کی عدت کے دوران ہو یا عدت گزرنے کے بعد، "جامع الفصولین" میں ہے :

"فلو اختلعت صحیحۃ والزوج مریض فالخلع جائز بالمستی قتل

اوکثر ولا ارث بینہما مات فی العدة اربعہا۔۔۔

"پس اگر کسی عورت نے حالت صحت میں اپنے مریض شوہر سے خلع کیا تو یہ خلع بدل مہر

کے عوض درست قرار پائے گا چاہے بدل خلع زیادہ ہو یا کم، اور ان دونوں کے درمیان

وراثت جاری نہیں ہوگی چاہے عورت کی عدت میں شوہر کا وصال ہو یا عدت کے بعد۔

لیکن اگر کسی مریض نے اپنے شوہر سے خلع کیا اور بدل خلع مہر مثل سے زیادہ مقرر کیا گیا تو

ایسی صورت میں یہ دیکھا جائے گا کہ عورت کا انتقال اس کی عدت میں ہو یا عدت گزر جانے

کے بعد اگر عدت ہی کے دوران اس کا انتقال ہو جائے تو ایسی صورت میں دیکھا جائے گا کہ یہ شخص اس

عورت سے کتنی میراث کا مقدار ہوگا، بقدر میراث ہی اسے بدل خلع کا استحقاق حاصل ہوگا، ایک تہائی

ترکہ کا لحاظ نہیں کیا جائے گا اور اگر عدت گزر جانے کے بعد عورت کا انتقال ہو تو ایسی صورت میں

بدل خلع کی حیثیت وصیت کی ہوگی اور صرف مہر مومہ کے ایک تہائی مال مترکہ کی حد تک اسے

بدل خلع ملے گا۔

شافعیہ کے نزدیک مہر مثل سے زائد رقم کی ادائے کی صرف مال مترکہ کے ایک تہائی

میں ہوگی، اس لیے کہ خلع کے ذریعہ شوہر اجنبی کے حکم میں ہو گیا، لہذا بدل خلع میں مہر مثل سے زائد متعین

کی جانے والی رقم وصیت کے حکم میں قرار پائے گی اور وصیت کا نفاذ صرف ایک تہائی مال میں ہوتا ہے۔

امام مہر مومہ نے تحریر کیا ہے :

"فان كانت هي المريضة فخالعتہ باكثر من مهر مثلها ثم ماتت من

مريضها جاز له مهر مثلها وكان الفضل وصية يحاص اهل الوصايا

بها في ثلثها، ع۔

”پس اگر عورت مرلیضہ ہو اور اس نے اپنے مہر مثل سے زیادہ بدل خلع کے عوض اپنے شوہر سے خلع کیا پھر اسی بیماری میں اس کا انتقال ہو گیا تو مہر مثل کے عوض خلع جائز قرار پائے گا اور مہر مثل سے زیادہ مقرر کی گئی چیز وصیت کے حکم میں ہوگی جس کا حکم یہ ہے کہ اہل دھیلا اس کے ایک تہائی ترکہ میں حصہ پائیں گے۔“

حنا بلہ کے نزدیک مہر مثل سے زیادہ پر خلع کرنے کی صورت میں صرف مہر مثل پر خلع درست قرار پائے گا، اور اضافی رقم ”غالباً“ کے حکم میں ہوگی، اور شوہر کو بدل خلع اور ملنے والی میراث میں سے جسکی مقدار کم ہوگی، وہی چیز ملے گی۔ المغنی لابن قدامہ حنبلی میں ہے :

”اگر کسی مرلیضہ نے اپنے مہر مثل سے زیادہ کے عوض خلع کیا تو امام احمد بن حنبل کا مذہب یہ ہے کہ اس عورت کے ورثہ کو اس کا حق حاصل ہوگا کہ اسے حق ترکہ سے زیادہ نہ دے شوہر کو بدل خلع اور حق ترکہ میں سے جو کم ہوگا وہی ملے گا۔“

مالکیہ کے نزدیک صرف عورت کیلئے یہ جائز ہے کہ شوہر کے حق ترکہ یا اس سے کم کے عوض خلع کرے اس سے زیادہ عوض مقرر کرنے کی صورت میں خلع ہی درست نہیں ہوگا، ابن القاسم مالکی نے ذکر کیا ہے کہ

”ان كان مصالحتها على أكثر من ميراثه منها فان ذلك غير جائز إمتا
على مثل ميراثه او اقل فجاؤز،“

”اگر کسی مرد نے اپنی بیوی سے اس کی طرف سے ملنے والے حق ترکہ سے زیادہ کے عوض مصالحت کر لی تو یہ مصالحت درست نہیں ہوگی البتہ حق ترکہ یا اس سے کم کے عوض خلع درست قرار پائے گا۔“

۳۔۔۔ خلع کی صورت میں عورت میراث کی مقدار ہوگی یا نہیں؟

مرلیضہ کے خلع کے ذیل میں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مختلفہ (خلع کرنے والی عورت) اپنے شوہر کے ترکہ کی مقدار ہوگی یا نہیں؟ یعنی اسے اپنے شوہر کی وراثت سے حق شوہر ہی ملے گا یا نہیں، حنفیہ کا مسلک اس سلسلہ میں یہ ہے کہ اگر عورت نے اپنے شوہر کی بیماری میں خلع کیا تو وہ عورت وراثت

سے محروم قرار پائے گی، اس لیے کہ اس نے اپنی رضامندی سے شوہر سے علیحدگی کا مطالبہ کیا اور اپنی خوشی سے اس پر رضامند ہوئی، شوہر نے اسے اپنی زوجیت سے نکالنے کا ارادہ نہیں کیا کہ اسے فارغ قرار دیا جائے، مبسوط سرخسی میں ہے:

”اگر کسی عورت نے اپنے شوہر کی بیماری میں اس سے خلع کیا یا اس کے شوہر نے اسے طلاق تو لویض کر دیا اور اس نے اپنے حق کا استعمال کرتے ہوئے اپنے نفس پر طلاق واقع کر لی تو اسے اپنے شوہر کی میراث میں سے حصہ نہیں ملے گا اس لیے کہ جہاں اس کی طرف سے پائی گئی یا تو بدل خلع کے قبول کرنے کی وجہ سے یا اپنے نفس پر طلاق واقع کرنے کی وجہ سے فتح القدر میں ہے:

”او اختلعت منه ثمرات، وهي في السنة لم تره“ ۴

حضرت امام شافعی کے نزدیک بھی خلع کی صورت میں دونوں فریق کے درمیان وراثت جاری نہیں ہوگی، چاہے مریض شوہر سے خلع کیا گیا ہو یا صحت مند شوہر سے، اسی طرح عورت کی موت کی صورت میں شوہر بھی وراثت کا حقدار نہیں ہوگا۔

”کتاب الام“ میں ہے:

”فخلع اپنے شوہر کی میراث کی حقدار نہیں ہوگی، چاہے اس نے اپنے مریض شوہر سے خلع کیا ہو یا تندرست شوہر سے، اور نہ شوہر اس عورت کی میراث کا حقدار ہوگا۔ مالکیہ کے نزدیک اگر کسی عورت نے اپنے شوہر سے اس کے مریض الموت میں خلع کیا اور اسی مرض میں شوہر کا انتقال ہو گیا تو اسے شوہر کے ترکہ میں سے حق شوہری ملے گا۔ المدونہ میں ہے:

”اس سلسلہ میں آپ کی کیا رائے ہے کہ اگر کسی عورت نے اپنے شوہر سے اس کی بیماری کی حالت میں خلع کیا اور اس شوہر کا اسی بیماری میں انتقال ہو گیا تو امام مالک کے قول کے مطابق اسے وراثت ملے گی یا نہیں؟ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ: امام مالک کے نزدیک وہ عورت وراثت کے حقدار ہوگی“ ۵

البتہ اگر قبضہ نے اپنے پورے مال کے عوض شوہر سے قطع کیا تو یہ قطع ماگمی مذہب کی رو سے جائز نہیں ہوگا اور وہ عورت اپنے شوہر کی میراث کی حقدار نہیں ہوگی، ابن القاسم ماگمی کے نزدیک مریضہ کے قطع کی صورت میں فریقین میں سے کسی کو بھی وراثت نہیں ملے گی، لہذا

۵۔ مہبہ مہبہ کے لفظی معنی دینے کے ہیں اور اصطلاحاً شریعت میں بغیر کسی معاوضہ کے اپنی کسی چیز یا مال کو دوسرے کی ملکیت میں دینے کا نام مہبہ ہے، الجملہ میں ہے:

”الہبۃ ہی تملیک مال لآخر بلا عوض“ لہ

حالت مرض میں مہبہ کی حسب ذیل صورتیں نکلتی ہیں:

- (۱) مہبہ کسی اجنبی شخص کو کیا گیا یا اپنے کسی وارث کو۔
- (۲) مہبہ کرنے والے کا کوئی وارث ہے یا نہیں؟
- (۳) مہبہ کرنے والا مقروض ہے یا نہیں اگر مقروض ہے تو اس کا دین پورے ترکہ کو عادی ہے یا نہیں؟
- (۴) واہب کی مہبہ پر قبضہ کیے جانے سے پہلے موت ہوگئی یا قبضہ کے بعد موت ہوگئی۔

۱۔ اجنبی کو مہبہ کرنے کا حکم!

اگر مریض نے کسی اجنبی شخص کو اپنا کوئی مال یا جائداد بطور مہبہ دیدیا تو مہبہ پورے مال میں معتبر ہوگا یا صرف اس کے ایک تہائی ترکہ میں مہبہ معتبر ہوگا، اس سلسلہ میں بہرور فقہاء کی رائے یہ ہے کہ مہبہ صرف ایک تہائی مال کی حد تک معتبر ہوگا، فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

”مریض کا مہبہ اور صدقہ صرف اسی صورت میں جائز ہوگا جب اس پر قبضہ کر لیا جائے

قبضہ کے بعد صرف ایک تہائی مال کی حد تک مہبہ اور صدقہ درست ہوگا، اگر مال موہوب

کی تو الگ سے پہلے واہب کا انتقال ہو جائے تو مہبہ باطل ہو جائے گا، یہ جاننا ضروری ہے

کہ مریض کا مہبہ حقیقتہً مہبہ کا معاملہ ہے اور صرف ایک تہائی ترکہ کی حد تک ہی اس کا اعتبار

اس وجہ سے کیا گیا کہ مہبہ حکمی اور معنوی اعتبار سے وصیت کے درجہ میں ہے اس لیے کہ

حق در نہ مرخص کے مال سے متعلق ہو جاتا ہے، حالت مرض میں ہمہ کی صورت میں مرض تبرعاً کرتا ہے لہذا یہ تبرعاً صرف اسی حد تک درست ہوگا جس کی شریعت کی طرف سے اجازت دی گئی ہے، اور یہ اجازت صرف ایک تہائی مال کی حد تک دی گئی ہے، لہذا علامہ ابن قدامہ حنبلی نے تحریر کیا ہے:

” تبرعات مغزہ جیسے غلام کو آزاد کرنا، مجاہدہ، ہمہ جس پر قبضہ کر لیا جائے، صدقہ، وقف دین کی معافی، جیسے بنایت کی معافی جو موجب مال ہو، جب یہ چیزیں حالت صحت میں کی جائیں تو پورے مال میں ان چیزوں کا اعتبار کیا جائے گا اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، اور اگر یہ چیزیں ایسے مرض میں انسان سے صادر ہوں جس میں موت کا غلبہ ظن ہوتا ہے اور اس مرض میں موت بھی واقع ہو جائے تو مجبور علماء کے نزدیک صرف ایک تہائی مال میں ان چیزوں کا اعتبار کیا جائے گا، اور شرعاً ان کا نفاذ ہوگا، “ لہذا

۲۔۔۔ وارث کو ہمہ کرنے کا حکم:

وارث سے مراد وہ شخص ہے جو مورث کی موت کے وقت اس کا وارث قرار پائے، اس لیے کہ وراثت کا تحقق مورث کی موت کے بعد ہی ہوتا ہے، اگر مورث کا صرف ایک ہی وارث ہو اور اس نے حالت مرض میں اپنے وارث کو پورا مال اور ترکہ بطور ہمہ دیدیا تو ایسی صورت میں اس کا ہمہ جائز و درست قرار پائے گا، اس لیے کہ مورث کی وفات کے بعد وہی اس کے پورے ترکہ کا حقدار قرار پائے گا۔
مجلہ میں ہے:

” ایسا مریض جس کا صرف ایک ہی وارث ہو اگر اس نے حالت مرض میں اپنا سارا مال بطور ہمہ اس وارث کو دیدیا اور اس کے حوالہ کر دیا تو ہمہ درست قرار پائے گا اور اس کی وفات کے بعد بیت المال کے گمراہوں کو اس کے ترکہ میں مداخلت کا حق حاصل نہیں ہوگا، “ لہذا

البتہ اگر ایک سے زیادہ کسی کے وارث ہوں اور اس صورت میں مریض نے مرض الموت میں

ایک یا چند وارثوں کو بطور ہبہ کچھ دیدیا تو یہ ہبہ وصیت کے حکم میں ہوگا مورث کی وفات کے بعد اگر سارے ورثہ اس کی اجازت دیدیں تو ہبہ صحیح اور نافذ ہو جائے گا، اور اگر ورثہ اجازت نہ دیں تو ہبہ درست نہیں ہوگا، جملہ میں ہے :

”إذا ذهب واحد في مرض موته شيئاً لآحد ورثته وبعد وفاته
لم يجز سائر الورثة لاتصح تلك الهبة“^۱
”جب کسی شخص نے مرض الموت میں اپنے ورثہ میں سے کسی شخص کو کوئی چیز ہبہ کے طور
پر دیدی اور اس کی وفات کے بعد سارے ورثہ نے اجازت نہیں دی تو یہ ہبہ درست
نہیں ہوگا۔“

۳۔ ایسے شخص کے ہبہ کا حکم جس کا کوئی وارث نہ ہو :
ایسا مہین جس کا شرعی اعتبار سے کوئی وارث نہ ہو اگر وہ مرض الموت میں اپنا مال کسی شخص
کو بطور ہبہ دیدے تو ہبہ اس کے پورے مال میں درست اور نافذ ہوگا، اگر وہ کسی شخص کو اپنی ساری
دولت ہبہ کر دے اور اس کے حوالہ کر دے تو ہبہ درست قرار پائے گا، حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک مال
کو حق اعتراض حاصل نہیں ہوگا، جملہ میں ہے :

”اگر ایسے شخص نے جس کا کوئی وارث نہ ہو اپنا سارا مال اپنے مرض الموت میں کسی کو
ہبہ کے طور پر دیدے اور اس کے سپرد کر دے تو ہبہ درست ہوگا اور اس کی وفات
کے بعد بیت المال کے نگران کو اس کے ترکہ میں مداخلت کا حق حاصل نہیں ہوگا“^۲
اسی طرح اگر مرض الموت میں شوہر نے اپنی ساری جائیداد اپنی بیوی کو ہبہ کے طور پر دیدیا اور
بیوی کے علاوہ اس کا کوئی وارث نہ ہو یا بیوی نے مرض الموت میں اپنی ساری جائیداد اپنے شوہر کو ہبہ
کر دیا اور شوہر کے علاوہ اس کا کوئی وارث نہ ہو تو ان دونوں صورتوں میں ہبہ درست قرار پائے گا،
جملہ میں ہے :

”اگر مرض الموت میں زوہین میں سے کسی شخص نے اپنی ساری جائیداد اپنے ساتھی کو ہبہ

پہلے مہربوت بہ پر قبضہ کا تحقق ہو جائے، ” لے

المدونہ میں ہے،

” اگر قبضہ سے پہلے واپس کی وفات ہو جائے تو ہبہ باطل مقرر پائے گا، اس لیے کہ ہبہ ان کے نزدیک ان معاملات کے قبیل سے ہے جو موت کی صورت میں باطل ہو جاتے ہیں “ لے

۶۔ کفالت کفالت کے لغوی معنی ملانے اور چھٹانے کے ہیں اور اصطلاح فقہ میں کسی

شخص کے ذمہ واجب مال کی ادائے گی یا قرض کی ادائے گی یا کسی شخص کے وقت پر حاضر کر دینے کی ذمہ داری لینے کو ” کفالت “ سے موسوم کیا جاتا ہے، عقد کفالت مرض الموت میں بھی درست ہے اور مرض الموت میں کیا جانے والا عقد کفالت دین اہلی کے حکم میں ہوگا، اس لیے اگر مرض نے اپنے وارث کے دین کی ادائے گی یا اس کے مطالبہ کی کفالت لی تو یہ کفالت نافذ نہیں ہوگی اور اگر کسی اجنبی کی کفالت لی تو ایک تہائی مال کی حد تک کفالت کا معاملہ درست مقرر پائے گا، الجملہ میں ہے،

” اور اس باب میں کفالت بالمال دین اصلی کے حکم میں ہے، بنا بریں اگر کسی شخص نے مرض الموت میں اپنے وارث کے دین کی ادائے گی یا اس کے مطالبہ کی کفالت لے لی تو کفالت نافذ نہیں ہوگی اور اگر کسی اجنبی کی کفالت لے لی تو ایک تہائی ترکہ کی حد تک کفالت کا معاملہ درست مقرر پائے گا “ لے

متنازلہ کا بھی یہی مسلک ہے کہ مرض الموت میں کفالت درست ہے۔ ابن قدامہ حنبلی نے

تخریر کیا ہے :

” اگر مرض الموت ایسا ہو جس میں موت کا ظن غالب ہو تو مریض کا ضمان اس کے تبرع کے حکم میں ہوگا اور ایک تہائی ترکہ میں اس کا اعتبار کیا جائے گا، اس لیے کہ یہ ایسے مال کو تبرعاً اپنے ذمہ لازم کرنا ہے جو لازم نہیں تھا اور اس کا اس نے عوض بھی نہیں لیا لہذا یہ ہبہ کے مشابہ مقرر پائے گا “ مالکیہ کی بھی یہی رائے ہے،